فصل16

شرکیہ تہواروں کا 'کلچرل' پہلو اور حدیثِ ثابت بن ضحاکؓ

ہماری نئی تالیف | اقتضاء الصراط المستقیم

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ، قَالَ: نَذَرَ رَجُلٌ عَلىٰ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَنْحَرَ إِبلاً بِبُوَانَةَ، فَأَتىٰ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ إِبلاً بِبُوَانَةَ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: **هَلْ كَانَ فِيْهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟** قَالُوْا: لا۔ قَالَ ﷺ: **فَهَلْ كَانَ فِيْهَا عِيْدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟** قَالُوْا: لا۔ قَالَ ﷺ: **أَوْفِ بِنَذْرِكِ، فَإِنَّهُ لا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، وَلا فِيْمَا لا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ**۔[1]

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک آدمی نے نذر مانی کہ وہ بوانہ کے مقام پر کچھ اونٹ ذبح کرے گا۔ تب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے نذر مان لی ہے کہ بوانہ کے مقام پر اونٹ ذبح کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تھا جس کی عبادت ہوتی ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہاں اُن کے تہواروں میں سے کوئی تہوار تھا؟ صحابہؓ نے عرض کیا: نہیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی نذر پوری کر لو؛ کیونکہ ایسی نذر کا پورا کرنا (اسلام میں) نہیں جو اللہ کی معصیت میں ہو، یا جو آدمی کے بس سے باہر ہو۔

---

[1] أبو داود كتاب الأيمان والنذور، باب ما يؤمر من الوفاء بالنذر رقم: 3313۔ وأحمد، وابن ماجة.

البانی نے اِس کو صحیح کہا (صحيح أبي داود، رقم: 2834)، خود ابن تیمیہ یہ حدیث لانے کے بعد کہتے ہیں: اِس حدیث کی اصل صحیحین میں ہے، اور یہ اِسناد صحیحین کی شرط پر پورا اترتا ہے، اس کے اِسناد میں سب راوی ثقہ اور مشہور ہیں، یہ متصل ہے اور اس کی سند میں کوئی عنعنة نہیں۔

(اِس کے بعد امام ابن تیمیہ انہی الفاظ سے ملتی جلتی عبارت پر مبنی کچھ دیگر روایاتِ حدیث بھی لے کر آتے ہیں، مگر ہم نے ایک ہی روایت کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے)

اِس حدیث میں وجہِ دلالت:

رسول اللہ ﷺ اس شخص کو نذر پوری کرنے کی اجازت دینے سے پہلے جو دو سوال پوچھتے ہیں، وہ اِس موضوع پر فیصلہ کن ہیں:

١) ایک یہ دریافت فرمایا کہ: کیا وہاں اہل جاہلیت کا کوئی بت تو نہیں پوجا جاتا تھا؟

٢) دوسرا یہ کہ: کیا وہاں اہل جاہلیت کا کوئی تہوار festival تو منعقد نہیں ہوتا تھا؟

جب دونوں سوالوں کا جواب نفی میں ملا تو آپ ﷺ نے اُس کو وہاں اپنی نذر پوری کرنے دی۔ پھر جو الفاظ آپ ﷺ نے بولے وہ بھی قابل غور ہیں: **فإنه لا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ** یعنی "نذر میں خدا کی معصیت ہو تو اس کو پورا کرنا درست نہیں"۔ پس واضح ہوا جاہلیت کی عید اور تہوار خدا کی معصیت میں آتا ہے۔

حالانکہ نذر کو پورا کرنے کی بابت رسول اللہ ﷺ کہاں تک گنجائش دیتے ہیں، اس کا اندازہ ایک دوسری حدیث سے کیجئے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ، أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ نَذَرْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلىٰ رَأْسِكَ بِالدُّفِّ۔ قَالَ: **أَوْفِيْ بِنَذْرِكِ**۔ قَالَتْ: إِنِّيْ نَذَرْتُ أَنْ أَذْبَحَ بِمَكَانِ كَذَا كَذَا _ مَكَانٌ كَانَ يَذْبَحُ فِيْهِ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ _ قَالَ: **لِصَنَمٍ**؟ قَالَتْ: لا۔ قَالَ: **لِوَثَنٍ**؟ قَالَتْ: لا۔ قَالَ: **أَوْفِيْ نَذْرَكِ**۔[2]

روایت عمرو بن شعیب کی اپنے والد، اور انکے والد کی انکے دادا (عبد اللہ بن عمروؓ) سے: ایک عورت نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا: میں نے نذر مان لی کہ (اللہ

---

[2] أبو داود، كتاب الأيمان والنذور، باب ما يؤمر من الوفاء بالنذر رقم 3312، وأحمد۔صححه الالبانی فی صحيح أبی داود 2833۔

آپکو بسلامت غزوہ سے لوٹا لائے تو) میں آپکے سرہانے دف بجاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کرلو۔ وہ کہنے لگی: میں نے نذر مان لی ہے کہ میں فلاں مقام پر جانور ذبح کروں۔ یہ ایک ایسی جگہ تھی جہاں اہل جاہلیت اپنے جانور ذبح کر لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: وہ کسی صنم (مرئی بت) کے لیے ذبح کیا کرتے تھے؟ کہنے لگی: نہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: وہ کسی وثن (غیر مرئی بت) کے لیے ذبح کیا کرتے تھے؟ کہنے لگی: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کرلو۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ...: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے سرہانے کھڑی ہو کر دف (ہلکی ڈھولکی قسم کی چیز) بجانے کی نذر مان لیتی ہے تو آپ ﷺ اُس کو نذر پوری کرنے دیتے ہیں (اِس عمرو بن شعیب والی حدیث میں)۔ مگر دوسری جانب (ثابت بن ضحاکؓ والی حدیث میں) جاہلیت کے تہوار کی جگہ پر جاکر (خالص اللہ کے لیے ذبیحہ کی) نذر پوری کرنے نہیں دیتے۔ ظاہر ہے، اُس صحابی نے (نعوذ باللہ) کوئی غیر اللہ کے نام پر تو اونٹ ذبح نہیں کرنے تھے! مگر جاہلی تہوار کی شناعت ایسی ہے کہ خالص اللہ کے نام کی مانی ہوئی ایک نذر بھی وہاں پر ممنوع ٹھہرے گی۔

اب ذرا سوچو... جاہلی تہوار کے لیے مخصوص ایک جگہ کی یہ شناعت ہے تو خود اس تہوار ہی کی کیسی شناعت ہو گی؟ خود اُس تہوار ہی میں جا شرکت کرنا آخر شنیع کیوں نہ ہو گا؟ اس جاہلی تہوار کی مناسبت سے جو کچھ مخصوص افعال انجام دیے جاتے ہیں اُن میں سے بعض کا ارتکاب کرنا شریعت میں مذموم کیوں نہ ہو گا؟

پھر ایک اور بات پر غور کرو... حدیث کے الفاظ ہیں **فَهَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟** "کیا وہاں اہل جاہلیت کے تہواروں میں سے کوئی تہوار (منایا جاتا) تھا"؟ یہاں آپ ﷺ ماضی کے بارے میں دریافت فرمارہے ہیں نہ کہ حال کے بارے میں۔ حدیث کے بعض دیگر طرق سے معلوم ہو جاتا ہے کہ آدمی نے نبی ﷺ سے یہ سوال حجۃ الوداع کے موقع پر کیا تھا۔ یعنی وہ وقت جب جزیرۂ عرب اسلام کے زیر نگیں آچکا تھا اور وہاں کے

سب جاہلی تہوار موت کی نیند سلائے جا چکے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ کا سوال تب ماضی ہی کی بابت ہو سکتا تھا۔ مراد یہ کہ اب تو کسی جاہلی تہوار کا سوال ہی کہاں رہ گیا، یہ بتاؤ کیا ماضی میں بھی وہاں جاہلیت کے تہواروں میں سے کوئی تہوار تو نہیں منایا جاتا تھا؟ پس واضح ہوا کہ ماضی میں بھی اگر کہیں پر جاہلی تہوار منعقد ہوتا تھا تو ایسے مقام کی یہ شناعت ہے۔ جب ایسا ہے تو پھر ایک حاضر باش جاہلی تہوار میں شرکت کرنے چل پڑنا کیوں شنیع نہ ہوگا؟

اندازہ کر لیجئے، ایک خطہ جب پوری طرح اسلام کے زیر نگیں آ جاتا ہے اور جاہلیت کی ایک ایک چیز وہاں مٹا کر رکھ دی جاتی ہے تب بھی آپ ﷺ یہ تنبیہ فرما رہے ہیں؛ کہ مبادا کسی جاہلی عمل یا کسی جاہلی مظہر کو مسلم معاشرے میں از سر نو زندگی مل جائے۔

شرکیہ تہواروں سے اسکے 'کلچرل' پہلو کو الگ کرنا!

پھر جبکہ یہ بھی ذہن میں رہے کہ جس تہوار کی بابت آپ ﷺ دریافت فرما رہے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ کوئی میلہ قسم کی چیز ہوگا، جہاں عربوں کا کھیل تماشا ہو جاتا ہوگا۔ خود مدینہ کے جو دو تہوار تھے (جن کا ذکر پچھلی حدیث میں گزرا) اُس میں بھی انصارؓ نے آپ ﷺ کے دریافت فرمانے پر کسی بت یا کسی عبادت کی مناسبت ذکر نہیں کی، صرف اتنا کہا کہ اس دن ہم اپنا کھیل تماشا کر لیتے تھے (كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ)۔ یعنی اس کی کوئی مذہبی مناسبت religious significance ہمیں نہیں ملتی۔[3] یہ تو رہا مدینہ والے تہوار کا معاملہ۔ پھر اِس (بوانہ والے) موقع پر تو آپ خاص طور پر دیکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ "بت" کی بابت علیحدہ پوچھتے ہیں (کہ آیا بوانہ کے مقام پر جاہلیت کا کوئی بت تو نصب نہ تھا) اور "تہوار" کی بابت علیحدہ پوچھتے ہیں (کہ آیا وہاں اہل جاہلیت کا کوئی تہوار تو نہ

---

3 یہاں وہ حضرات غور فرمائیں جو کرسمس کو عیسائیوں کا ایک سماجی تہوار قرار دے کر جائز کرنے کے چکر میں ہیں۔ اپنی اِسی 'دلیل' کی رو سے ابھی شاید یہ دیوالی پر بھی ہاتھ صاف کریں!

تھا)۔[4] یہ واضح دلیل ہوئی کہ جاہلیت کے تہواروں کے ساتھ منسلک اشیاء میں سے کسی بھی شےء کوکسی بھی انداز میں کرنا شدید منع ہے۔

مزید برآں، پچھلی حدیث کے ضمن میں ہم نے ایک بات خاص مدینہ کے حوالے سے ذکر کی تھی۔ مگر اب یہاں غور کرو کہ پورے جزیرۂ عرب میں ہی عیدین سعیدین کے سوا کوئی تہوار باقی نہیں رہنے دیا گیا۔ کیا تم اِس میں ہرگز کوئی دلالت نہیں دیکھتے؟ سوچنے کی بات ہے کتنے ان گنت تہوار ہوں گے جو جزیرۂ عرب میں ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا دیے گئے۔ ایک پوری قوم کی زندگی سے، اُس کے صدیوں سے چلے آتے تہواروں کو حرفِ غلط کی طرح مٹا ڈالنا کیا کوئی معمولی بات ہے؟ بغیر "شدید ممانعت" کے اتنی بڑی چیز کہاں ختم ہونے والی تھی؟ اِس پر ذرا تدبر کرو، تو کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ امام المتقین ﷺ نے ___ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ___ اِن سب جاہلی رسوم کو جزیرۂ عرب کے اندر باقاعدہ ختم کروایا تھا اور جاہلیت کے ان سب شعائر کی بابت ایک حد درجہ ناگواری نفوس کے اندر بٹھائی تھی۔

جیسا کہ کتاب کے شروع میں بھی یہ بات گزری ہے... رسول اللہ ﷺ تو اُن نیکیوں یا اُن مباحات تک کے معاملہ میں جو دو ملتوں کے مابین کسی وجہ سے "مشترک" ہیں، کچھ نہ کچھ ایسے "فرق" جاری فرما دیتے ہیں کہ جہاں اشتراک ہے وہاں بھی ایک فاصلہ قائم ہو جائے۔ اور یہ بات تم شریعت میں جابجا دیکھو گے۔ تو پھر جس شریعت میں اِس بات پر پورا زور صرف کر دیا گیا ہو کہ اشتراک والی جگہوں پر بھی "فرق" کو نمایاں کر کے رکھا جائے وہ اُن امور میں "موافقت" کی روادار کیسے ہو سکتی ہے جن میں ہے ہی مخالفت؟!

بات واضح ہے۔ شریعتِ اسلام نے تمہاری ایک ضرورت کا شدید خیال رکھا ہے:

تمہارے اور اصحابِ دوزخ کے مابین فاصلہ جتنا زیادہ رہے گا اُتنا ہی تمہارا، اصحابِ دوزخ کے اعمال میں جا پڑنا، ان شاء اللہ دُور از امکان رہے گا۔ (کتاب کے صفحات 436 تا 646)

4 'تہوار' آخر کلچرل ہی تو ہوتا ہے؛ پھر جبکہ حدیث میں اسے 'بت' سے جدا رکھا گیا ہے۔